طلبا کے درمیان قراءت وغیرہ کے مقابلے کروانے اور انعام دینے کا حکم؟

دارالافتاء اہلسنت (دعوتِ اسلامی)
Darul Ifta AhleSunnat

ریفرنس نمبر: JTL-1829 تاریخ: 18-07-2024

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرعِ متین اس مسئلے کے بارے میں کہ طلبا کے درمیان قراءت و دیگر دینی علوم پر مشتمل مقابلے ہوتے ہیں۔ ان میں پوزیشن لینے والے کو ادارے کی طرف سے انعام دیا جاتا ہے۔ یہ علمی مقابلے کروانا کیسا؟ اور انعام حاصل کرنا کیسا ہے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق و الصواب

اس طرح کے علمی مقابلے کروانا تعلیم ہی کا حصہ ہے کہ اس سے طلبا کی علمی صلاحیتوں میں اضافہ ہوتا ہے۔ نیز یہ طلبا کو علم دین حاصل کرنے پر ابھارنے کا ایک ذریعہ ہے، لہٰذا **اس طرح کے مقابلے کروانا نہ صرف جائز، بلکہ مستحب ہے**، جبکہ کھیل و تفاخر وغیرہ مقصود نہ ہو نیز مقابلہ کروانے کے طریقہ کار میں بھی شرعی حدود و قیود کا مکمل خیال رکھا جائے، مثلاً: درست جواب دینے پر تالیاں نہ بجائی جائیں، مرد و خواتین کا مخلوط اجتماع نہ ہو، میوزک نہ ہو وغیرہ۔

اور جہاں تک انعام کی بات ہے، تو مقابلے میں جیتنے والے کو اگر کوئی تیسرا شخص (یعنی جو مقابلے میں شریک نہیں وہ) انعام دے تو یہ بھی جائز ہوتا ہے، لہٰذا صورتِ مسئولہ میں ادارے کی طرف سے مقابلے میں پوزیشن حاصل کرنے والے کو انعام دینا بھی جائز ہے اور طالب علم کا انعام لینا بھی جائز ہے۔

دینی علوم میں مقابلہ کرنا دین کو تقویت دینا ہے، جیسا کہ محیط برہانی، رد المحتار، الاختیار

اور تبیین الحقائق وغیرہ میں ہے، واللفظ للآخر:"الفقهاء إذا تنازعوا في المسائل، وشرط للمصيب منهم جعل جاز ذلك إذا لم يكن من الجانبين على ما ذكرنا في الخيل لأن المعنى يجمع الكل إذ التعليم في البابين يرجع إلى تقوية الدين وإعلاء كلمة الله" یعنی: جب مسائل میں فقہا کا اختلاف ہو اور ان میں سے جو درست ہو اس کے لیے انعام کی شرط کی گئی ہو، تو یہ جائز ہے، جبکہ یہ شرط دونوں جانب سے نہ ہو، جیسا کہ ہم نے گھوڑوں کے مقابلے میں ذکر کیا، کیونکہ (شریعت کا مطلوب) معنی ان تمام صورتوں میں موجود ہے اس لئے کہ دونوں ہی باب میں تعلیم، دین کی تقویت واعلا کلمۃ اللہ کی طرف راجع ہے۔

(تبيين الحقائق، كتاب الخنثي، مسائل شتي، جلد6، صفحه228، المطبعة الكبرىٰ)

جیتنے والے کو اگر ایسا شخص انعام دے جو مقابلہ میں شریک نہیں، تو یہ جائز ہے، جیسا کہ بدائع الصنائع، تحفۃ الفقہا، فتاوی ہندیہ اور شرح مختصر الطحاوی میں ہے، واللفظ للآخر:"قال محمد: وإن كان الذي يجعل السبق رجل سوى المتسابقين، فيقول: أيكما يسبق فله كذا، كنحو ما يصنع الأمراء، فلا بأس به" یعنی امام محمد نے فرمایا: اگر انعام دینے والا مسابقہ کرنے والوں کے علاوہ ہو، کہ وہ کہے جو بھی سبقت لے گیا اس کے لیے انعام ہے، جیسا کہ اُمراء کرتے ہیں، تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

(شرح مختصر الطحاوي، كتاب السبق، جلد7، صفحه369، دار البشائر الاسلاميه)

نوٹ: واضح رہے کہ اگر ادارہ چندے سے چلتا ہے اور چندے سے ہی وہ انعام دینا چاہتا ہے، تو اس کے حوالے سے وہ الگ سے دار الافتاء اہلسنت میں چندے کی تفصیلات بتا کر حکم معلوم کرلے۔

تنبیہ! یہ بھی واضح رہے کہ بعض ادارے مسابقے میں شمولیت کے لیے فیس لیتے ہیں اور پھر جیتنے والے کو تمام کی جمع شدہ فیس سے انعام دیا جاتا ہے اور جو نہ جیتے اس کی دی ہوئی فیس ضائع ہو جاتی۔ اس طرح کا مقابلہ کرنا، جائز نہیں کہ یہ جوا ہے، کیونکہ اس میں انعام کے حصول کے لئے اپنا مال خطر (Risk) پر لگانا ہے جو کہ قمار اور حرام ہے۔

جُوئے کی تعریف کے بارے میں الذخیرۃ البرہانیہ، البحر الرائق، اور المحیط البرہانی وغیرہ میں ہے، واللفظ للآخر:"القمار مشتق من القمر الذي يزداد وينقص سمي القمار قماراً لان كل واحد

من المقامرين ممن يجوز ان يذهب ماله الی صاحبه ويستفيد مال صاحبه فيزداد مال كل واحد منهما مرة وينتقص اخری فاذا كان المال مشروطاً من الجانبين كان قماراً والقمار حرام ولان فيه تعليق تمليک المال بالخطر وانه لا يجوز" ترجمہ: **قمار قمر سے مشتق** (نکلا) ہے۔ **قمر وہ ہوتا ہے، جو بڑھتا اور گھٹتا** رہتا ہے۔ اسے **قمار** اس وجہ سے کہا جاتا ہے کہ **مقامرین** (جُوا کھیلنے والوں) میں سے ہر ایک کوشش کرتا ہے کہ اپنے صاحب کا مال لے جائے اور دوسرے کے مال سے فائدہ حاصل کرے، پس ان میں سے ہر ایک کا کبھی مال بڑھ جاتا ہے اور کبھی کم ہو جاتا ہے، پس جب مال جانبین سے مشروط ہو، تو اسے **قمار** کہا جاتا ہے اور **قمار حرام** ہے اور اس لئے بھی کہ اس میں مال کی تملیک خطر (Risk) پر **معلق** ہوتی اور ایسا کرنا، جائز نہیں ہوتا ہے۔

(المحیط البرہانی فی الفقہ النعمانی، جلد5، صفحہ323، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

واللہ اعلم عزوجل **و رسولہ اعلم** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

الجواب صحیح

مفتی ابو الحسن محمد ھاشم خان عطاری

کتبــــــــــــــــــــــــــــــہ

المتخصص فی الفقہ الاسلامی

محمد ساجد عطاری

11محرم الحرام 1446ھ/18 جولائی 2024ء

نوٹ: دار الافتاء اہلسنت کی جانب سے وائرل ہونے والے کسی بھی فتوے کی تصدیق دار الافتاء اہلسنت کے آفیشل پیج /daruliftaahlesunnat اور ویب سائٹ www.daruliftaahlesunnat.net/ کے ذریعے کی جا سکتی ہے